جناب ابو ارقم انصاری، کراچی

مسئلہ اہلبیت

قرآن وسنّت کے متّبعین کیلئے لمحۂ فکریہ

ابھی حال ہی میں قرآن وسُنّت کے دو علمبردار اہل سنت حضرات (جناب رضوان علی ندوی اور جناب شاہ بلیغ الدین) نے قرآن مجید کی نہایت واضح اصطلاح " اہل البیت " کو اپنے مختلف اختلافات کا نشانہ بنایا ۔ جو نہایت تکلیف دہ اور افسوسناک ہے ۔ ان دونوں حضرات نے ان اختلافات پر ہفت روزہ "تکبیر" میں درجنوں صفحات پر خامہ فرسائی فرمائی ۔ یہاں تک کہ " اہل البیت " کے علاوہ دیگر مسائل اور معاملات پر بھی تنازعات کھڑے کردیئے ۔ یہ کام تو دراصل قرآن وسنت کے منحرفین یعنی منافقین کیا کرتے ہیں تاکہ اسلام کی اساس (قرآن وسنت) کو مختلف فیہ بنا دیا جائے ۔ منافقین کی اولین سازش کا سرغنہ ایک یہودی ابن سبا تھا ۔ جس نے حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں قرآن وسنت کے خلاف یہودی سازش کی ابتدا کی ۔ قرآن مجید کے مطابق یہودیوں نے کوئی بھی پچھلا آسمانی صحیفہ ایسا نہ چھوڑا تھا جس میں تحریف نہ کی ہو ۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن کے ساتھ اپنا یہ اعلان فرما دیا کہ وہ اپنی اس آخری کتاب قرآن کریم کی خود ہی تاقیامت حفاظت بھی فرمائے گا (سورۃ الحجر آیت ۹)

جب یہودیوں نے یہ دیکھا کہ ان کے لئے متن قرآن میں تحریف کا دروازہ بند ہوگیا ہے تو انہوں نے اپنی پرانی سازش کی حکمت عملی کو تبدیل کرکے اس آخری کتاب اللہ کے معنی، مطلب اور مفہوم کو ہدف بنایا ۔ اور مختلف گھپلے کرنے شروع کردیئے ۔ اسی کی ایک مثال قرآنی اصطلاح " اہل البیت " کے بارے میں ان کی شاطرانہ کارستانی ہے ۔ " اہل البیت " کے معنی اور مفہوم نہایت واضح ہونے کے باوجود بھی یہودی سرغنہ ابن سبا (منافق) اور اس کے ہم مذہب گروہ نے اسلام کے لبادے میں اس کو بحث ومباحثہ کا موضوع بنایا ۔ اور اس کے وہ نادر مفہوم پیدا کئے جو قرآنی اصطلاح کے بیّن معنی سے قطعی مطابقت نہ رکھتے تھے ایسی تمام یہودی سازشوں کا ادراک قرونِ اولیٰ کے اہل اسلام کو تو ہوچکا تھا اور وہ ان پھندوں میں نہ پھنسے تھے مگر تاریخ میں یہ بات ضرور در آئی کہ چند قرآنی الفاظ اور اصطلاحات کے معنی بھی نعوذ باللہ اختلافی ونزاعی رہے ہیں ۔

مختصراً یہ کہ مذکورہ یہودی سازشوں کا تسلسل اس منافق ابن سبا سے شروع ہو کر آج تک چلا آرہا ہے کہ جس کا تعلق ہرگز قرآن و سنت کے متبعین (اہل سنت) سے نہیں ہے۔ حیرت ہے کہ اس تاریخی حقیقت کے باوجود بھی دو حضرات المحترم (جناب رضوان علی ندوی اور جناب شاہ بلیغ الدین) مسئلہ اہل البیت میں آپس ہی میں الجھ پڑے۔ اور متعدد دیگر معاملات بھی بلاوجہ متنازعہ بنا دئیے۔ ان کی اس مشق سخن سے آج کل تمام آلِ یہود منافقین بہت خوش ہو رہے ہیں۔ کہ اب مشنِ نفاق کو خود اہلِ اسلام (اہل سنت) ہی انجام دے رہے ہیں۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ ملاحظہ فرمائیے کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرمؐ کے "اہل البیت" کا اعزاز کن کے لئے مخصوص فرما دیا ہے۔

سورہ الاحزاب کی آیات ۲۸ تا ۳۴ میں اللہ نے براہِ راست خطاب آل حضورؐ کی ازواج مطہراتؓ سے فرمایا ہے۔ اور اسی بلاواسطہ خطاب کی آیت ۳۳ میں ان کو "اہل البیت" صاف طور پر قرار دیا ہے فرمایا کہ:۔

"اے نبیؐ کی بیویو! اللہ تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم اہل البیت سے آلودگی کو دور کرے اور تمہیں اچھی طرح پاک کردے۔" (احزاب ۳۳)

اس سے پہلے سورہ ہود کی آیت ۷۳ میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی ازواج کو ہی اہل البیت فرمایا ہے۔ اس طرح پورے قرآن مجید میں صرف ان دو مقامات پر "اہل البیت" کی خصوصی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ البتہ ایک تیسری جگہ پر محض اہل بیت کا ذکر ہے۔ یعنی جب حضرت موسیٰ پیدا ہوئے اور شیر مادر اور پرورش مادر کے محتاج تھے۔ تو اس حالت طفولیت میں ان کی والدہ محترمہ کو ان کی عمومی اہل بیت سے تشبیہ دی گئی (سورہ القصص آیت ۱۲) مگر اس آیت میں وہ خصوصی اصطلاح "اہل البیتؓ" استعمال نہیں کی گئی جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ کہ خصوصی اصطلاح تو پورے قرآن پاک میں صرف دو مقامات پر موجود ہے۔ اور دونوں جگہ وہ صرف ازواج النبی کے لئے مختص ہے۔ لہٰذا فرمان الٰہی سے یہ نکتہ عیاں اور آشکارا ہو جاتا ہے۔ کہ حضور اکرمؐ کے اہل البیت ہونے کا شرف صرف آپ کی ازواج مطہراتؓ (امہات المومنینؓ) کو حاصل ہے اور یوں سورہ احزاب کی پیش کردہ آیت ۳۳ نص قطعی کی حیثیت رکھتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ قرآن مجید کی اس صاف اور صریح آیت سے امہات المومنینؓ کے سوا کسی اور کو اہل البیت مراد لینے کی سرے سے کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

اب اگر متقدمین میں سے کسی محترم مفسر یا محدث سے یہ بات کہیں منسوب ملتی ہے کہ اہل البیت میں

نبی کریمؐ کے نسبی و صلبی رشتہ دار بھی شامل ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ منافقین آل یہود نے ابتدا سے ہی اصل منقولہ باتوں میں تحریف کرنا شروع کر دیا تھا۔ چونکہ خود اللہ نے قرآن کو فرقان بھی کہا ہے۔ یعنی حق اور ناحق میں فرق کرنے والا۔ اس لئے نقل کردہ کسی بھی قول کو رد و قبول کی صرف اسی کسوٹی پر ہی پرکھنا چاہیے تاریخ گواہ ہے کہ ابن سبا منافق کا آل یہود گروہ ہمیشہ سے غلط باتیں اکابرین اسلام کی جانب منسوب کرنے کی شیطانی مہارت کے لئے مشہور و معروف رہا ہے۔ اگر قرآن و سنت کے پاسداروں اور پاسبانوں (اہل سنت) کی کڑی نظر منافقین کی تحریفات کے پس پردہ اصل سازش پر رہے تو کبھی کوئی مسئلہ پیدا نہ ہو۔ عیار آل یہود کی اصل سازش یہی تو تھی کہ دین اسلام اور اہل اسلام میں انتشار اور افتراق پیدا کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اہل البیت کے معنی خاندان نبی کے نکالے۔ پھر افراد خاندان کو دیگر اصحاب النبیؐ سے ایک الگ طبقہ ظاہر کیا۔ اور پھر اس نام نہاد اور خود ساختہ طبقے کو صحابہ کرامؓ پر افضل ٹھہرایا۔ اس طرح اصحاب النبیؐ کو دو گروپوں میں بانٹ کر خلفائے ثلاثہ کے خلاف مہم چلائی۔ تاکہ ملت متحدہ میں دراڑیں پڑ جائیں۔

جہاں تک مسئلہ فضیلت و افضلیت کا تعلق ہے تو وہ صرف خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حاصل تھی کہ جن کے متعلق افضل البشر بعد الانبیاء کہا گیا ہے۔ اور جن کو خود آنحضورؐ نے اپنی زندگی میں ہی امامت مسجد نبوی سپرد کر کے اپنا جانشین اور امام امت مقرر فرما دیا تھا۔ صدیق اکبرؓ کی فضیلت کے بعد جو دوسرے افضل اصحاب الرسول تھے وہ بقیہ عشرہ مبشرہ کے افراد تھے۔ نہ کہ من گھڑت اہل البیت۔

مذکورہ بالا معروضات کے بعد اب آخر میں مسئلہ کا ایک اور قابل توجہ پہلو پیش خدمت ہے ابن سبا کے آل یہود ٹولے نے نہ صرف یہ کہ قرآنی اصطلاح اہل البیت کی تعریف ہی گھپلا کیا۔ انہیں ایک الگ طبقہ ٹھہرایا۔ اور ان کو دوسرے طبقہ صحابہ کرام سے افضل ظاہر کیا۔ بلکہ رفتہ رفتہ تمام اصحاب الرسول (بشمول اہل البیت) پر تبرا بھی کیا۔ آغاز کیا خلفائے ثلاثہ کو نشانہ بنا کر اور پھر چوتھے خلیفہ اور بعد والوں کو بھی زد میں لے آئے۔ غرضیکہ ان منافقین نے اپنے خود ساختہ دونوں طبقات اسلام میں سے کبھی ایک پر تبرا کیا اور سبائی کہلائے۔ کبھی دوسرے پر کیا اور ناصبی کہلائے اور کبھی دونوں پر کیا اور خارجی کہلائے ان سب کا مقصد ایک تھا اور وہ یہ کہ بالآخر تمام کے تمام اصحاب النبیؐ پر سے ملت اسلامیہ کی آنے والی نسلوں کا اعتماد اٹھ جاتے۔ تاکہ اصحاب النبی کا پہنچایا ہوا دین اسلام بھی مشکوک و مشتبہ اور ناقابل اعتبار بن جائے۔ یہی وجہ ہے کہ خاتم النبیین و خاتم المعصومین نے اپنی امت سے پیشگی فرما دیا تھا کہ